14

جماعت احمدیہ کا اصل مقصد اور اس کے حصول کا طریق

(فرمودہ 23 اپریل 1943ء)

تشہد، تعوّذ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"اسلام کی تعلیم کا نقطۂ مرکزی ایک خدا ہے یعنی نہ صرف یہ کہ اسلام ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف لے جاتا ہے بلکہ وہ اس خدا کی طرف لے جاتا ہے جو اَحَد ہے۔ یہی وہ نقطۂ مرکزی ہے جس کے متعلق تمام انبیاء نے جو شروع سے لے کر اب تک مبعوث ہوئے ہیں دنیا سے جنگ کی ہے اور یہی وہ نقطۂ مرکزی ہے جو آج بھی اسلام اور دوسرے ادیان کے درمیان موجبِ مخاصمت ہو رہا ہے۔ اَحَد کا لفظ عربی زبان میں واحد سے مختلف معنے رکھتا ہے۔ واحد بھی اللہ کا نام ہے مگر اَحَد اور مضمون بیان کرتا ہے اور واحد اور مضمون بیان کرتا ہے۔ اَحَد کا لفظ خدا تعالیٰ کی ذات کی وحدانیت کو بیان کرتا ہے اور واحد کا لفظ خدا تعالیٰ کی صفات کی وحدانیت کو بیان کرتا ہے۔ جب ہم واحد کہتے ہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہے اور اس کے سوا اور کوئی وجود نہیں جو صفات کے لحاظ سے کامل ہو۔ گویا ہم جب واحد کا لفظ بولتے ہیں تو اس کے ساتھ دو، تین، چار یا کم و بیش دوسرے افراد کے وجود کا بھی اقرار کرتے ہیں، انکار نہیں کرتے۔ گو ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ باقی جو چیزیں ہیں وہ اسی سے نکلی ہیں۔ جس طرح دو، تین، چار وغیرہ سب عدد ایک سے ہی نکلے ہیں اس طرح دنیا میں جس قدر بھی اشیاء ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ سے ہی نکلی ہیں اور ہر چیز اپنے کمال

کے لئے اس کے پرتَو کی محتاج ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی کے بغیر اور کہیں نور نہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر اور کوئی وجود نہیں ہو سکتا۔ یہ تو مفہوم ہے واحد کا۔

احد کا لفظ یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا ہے۔ یہ دو قسم کی نفی کرتا ہے۔ پہلی یہ کہ وہ دو سے ایک نہیں ہوُا۔ اور دوسری یہ کہ وہ ایک سے بھی دو نہیں ہوُا۔ واحد ایک سے دو بھی بنتا ہے اور دو سے ایک بھی ہوتا ہے۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کی صفات کا تعلق ہے ان کے ساتھ دنیا میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ اس کے پرتَو کے ماتحت دوسری اشیاء میں ایک حد تک وہ صفات مل سکتی ہیں۔ گویا واحد کہنے کے ساتھ ہم اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ دنیا میں دوسرے وجود بھی موجود ہیں۔ واحد کے لفظ سے ہم دوسرے کسی وجود کی طرف جا سکتے ہیں مگر احد کے لفظ سے نہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں وَاحِدُ اثْنَیْنِ کہتے ہیں، اَحَدُ اثْنَیْنِ نہیں کہتے۔ تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں اشتراک ہے، ذات میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور اس کے پرتَو سے ہمیں بھی سننے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ کئی نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ کہنا کہ ہم بھی سنتے ہیں اور خدا تعالیٰ بھی سنتا ہے یہ شرک ہے۔ لیکن یہ شرک نہیں کیونکہ ہم جو سنتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا پرتَو ہے۔ تو مَیں بتا رہا تھا کہ جب ہم واحد کا لفظ بولتے ہیں تو گویا اقرار کرتے ہیں دوسرے وجود بھی دنیا میں ہیں۔ ایک سے آگے دو تین چار پانچ وغیرہ ہیں اور پھر اگر واپس چلیں تو ایک پر ہی پہنچ جاتے ہیں۔ مگر احد کا لفظ بتاتا ہے کہ نہ اس ایک سے آگے دو تین چار کی طرف جا سکتے ہیں اور نہ واپس ایک کی طرف آ سکتے ہیں۔ اور اصل بناءِ مخاصمت یہی ہے۔ بہت سی قومیں ہیں جو ایک سے دو تین چار کی طرف لے جاتی ہیں اور پھر واپس ایک کی طرف لاتی ہیں۔

عیسائیوں میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ باپ، بیٹا اور روح القدس مل کر احد ہوُا۔ گویا وہ کثرت سے وحدت کی طرف لے جاتے ہیں کہ تینوں مل کر ایک ہو گئے۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ تینوں مل کر ایک ہو گئے۔ اور یہ سورۃ جس کی مَیں نے اِس وقت تلاوت کی ہے اسی غلطی کی تردید کرتی ہے جو خصوصیت کے ساتھ آخری زمانہ میں پیدا ہونے والی تھی۔

فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ [1] تُو کہہ دے اللہ ایک ہی ہے۔ وہ نہ تو ایک سے بیٹا اور روح القدس بن سکتا ہے اور نہ یہ تینوں واپس ایک ہو سکتے ہیں۔ وہ نہ تو تنوع اختیار کر سکتا ہے اور نہ اس تنوع کو مٹانے سے پھر ایک ہوتا ہے۔ یہ سورۃ اس آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی احدیت کو ثابت کرنے کے لئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں ایک ایسے مامور کو پیدا کیا جس کے لئے سارے مذاہب میں پیشگوئیاں رکھ دیں اور اس طرح سب مذاہب میں پیشگوئیاں رکھ کر تمام لوگوں کو ایک نقطہ پر لا کر جمع کر دیا کیونکہ احدیت بھی ایک ہی نقطہ پر جا کر ثابت ہو سکتی ہے۔ پہلے مختلف انبیاء مختلف اقوام میں آتے تھے اور مختلف نام اللہ تعالیٰ کے دنیا میں بولے جاتے تھے۔ کوئی گاڈ کہتا اور کوئی پرمیشور، کوئی یزدان بولتا اور کوئی الوہیم۔ اس طرح دنیا نے خدا تعالیٰ کے مختلف نام رکھے ہوئے تھے۔ یہ سب کے سب ایک ہی ذات کی طرف اشارہ کرتے تھے اور لوگوں کو دھوکا ہوتا تھا کہ یہ ہندوؤں کا خدا ہے، یہ زرتشتیوں کا خدا ہے اور یہ یہودیوں کا خدا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان مختلف ناموں سے دھوکا ہوتا تھا اور اس طرح اللہ تعالیٰ بھی قومی خدا بن کر رہ گیا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے ذریعہ تمام دنیا کے لئے ایک دین بھیج کر سب کو ایک خدا کی طرف متوجہ کیا۔ خدا تعالیٰ کے کلام کو ہم سمجھتے دماغ کی روشنی سے ہیں۔ ہم قرآن کریم کی عظمت کتنی مانیں مگر کیا ایک پاگل اسے سمجھ سکتا ہے۔ اسے ایک مجنون ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ خدا تعالیٰ کے کلام کو سمجھنا دماغ سے متعلق ہے۔ دماغ ایک آئینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کے نور کی روشنی پڑتی ہے اور اگر آئینے مختلف قسم کے ہوں تو وہ اشکال بھی مختلف قسم کی دکھاتے ہیں۔ کئی آئینے ایسے ہوتے ہیں جو شکل کو بگاڑ کر دکھاتے ہیں۔ کئی ایسے ہوتے ہیں جو قد کو لمبا ظاہر کرتے ہیں۔ کئی ہوتے ہیں جو چِپٹا ظاہر کرتے ہیں۔ اور کئی ایک ایسے ہوتے ہیں جن میں گولائی نظر آتی ہے۔ آئینے مختلف زاویوں پر کاٹے جاتے ہیں اور زاویہ کے ماتحت وہ مختلف شکلیں دکھاتے ہیں۔

بچپن میں ہم کھیلا کرتے تھے۔ ایک شیشہ بازار میں ملتا تھا جس کے اگر ایک طرف دیکھیں تو قد کوئی دس گز لمبا نظر آتا تھا اور دوسری طرف دیکھیں تو بہت چھوٹا اور چوڑا و موٹا دکھائی دیتا تھا۔ تو بعض آئینے ایسی طرز کے بنائے جاتے ہیں کہ وہ مختلف اشکال دکھاتے ہیں۔

مَیں ایک دفعہ ریل میں سفر کر رہا تھا۔ ریلوے میں ملازم ایک احمدی دوست بھی پاس بیٹھے تھے۔ مَیں غسلخانہ میں گیا۔ وہ جو چلمچی ہوتی ہے وہ بہت روشن اور شفاف ہوتی ہے۔ اس پر میری نظر پڑی تو مَیں نے دیکھا کہ اس میں پیٹ گھڑے کی طرح بہت بڑا سا دکھائی دیتا ہے اور آگے نکلا ہوُا نظر آرہا ہے۔ مَیں نے واپس آکر مذاق کے طور پر کہا کہ ریل والے بہت جھوٹے ہوتے ہیں۔ اس دوست نے سمجھا کہ شاید ان سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔ وہ دریافت کرنے لگے کہ کیا بات ہے۔ مَیں نے کہا کہ بس ریلوے والے بڑے جھوٹے ہوتے ہیں۔ وہ بہت پریشان ہوئے مگر مَیں نے کہا کہ مَیں نے جو بات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اس کو کس طرح غلط کہہ سکتا ہوں۔ وہ دوست بہت حیران ہو رہے تھے۔ اس پر مَیں نے چودھری فتح محمد صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب سے جو میرے ہمسفر تھے کہا کہ آؤ بات سنو۔ انہیں لے جاکر مَیں نے اس چلمچی کے آگے کھڑا کر دیا۔ انہوں نے بھی جب دیکھا کہ ان کا پیٹ گولا سا بنا ہوُا آگے نکلا ہوُا نظر آرہا ہے تو مَیں نے ان سے کہا کہ کیا ریل والے سچ بولتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر اس دوست کو اور بھی فکر ہوُا۔ تب مَیں نے انہیں لاکر سامنے کھڑا کیا تو انہیں معلوم ہوُا کہ مَیں مذاق کے طور پر بات کر رہا تھا۔ تو آئینے بھی مختلف اشکال ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک پریشان دماغ بھی ایک نقشہ کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کو ایک رنگ دے لیتا ہے۔ اور پھر سمجھتا ہے کہ وہی ٹھیک ہے جو وہ دیکھ رہا ہے حالانکہ اس کی مثال اس بچہ کی ہوتی ہے جسے کسی ایسے شیشہ کے سامنے اگر لاکر کھڑا کر دیا جائے جو شکل ٹھیک نہیں دکھاتا اور وہ اس میں کسی شخص کی شکل کو دیکھے تو وہ یہی سمجھے گا کہ جس شخص کی شکل وہ دیکھ رہا ہے اس کی تو ند بہت موٹی ہے۔ اور اگر اس نے اسے پہلے نہ دیکھا ہوُا ہو تو وہ سمجھے گا کہ اس شخص کی شکل واقعی ایسی ہے۔ تو مختلف مذاہب نے اللہ تعالیٰ کے مختلف نام تجویز کئے ہوئے تھے جس سے دنیا میں عجیب تشویش پیدا ہو گئی تھی اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں نے اپنے دماغ میں اللہ تعالیٰ کی عجیب شکلیں اختیار کر رکھی تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی احدیت میں فرق پڑنے لگا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعہ سب قسم کی اصطلاحوں اور ناموں کو ایک ذات میں جمع کر دیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے باقی سب آئینے توڑ کر

صرف ایک لے لیا اور اسی میں دیکھنا شروع کیا جو چونکہ صحیح تھا اس لئے اس میں صرف ایک ہی شکل نظر آتی تھی اور اس طرح ہر ایک اس کا صحیح اندازہ کرنے کے قابل ہو گیا۔ گو بعض نے پھر بھی دھوکا کھایا مگر یہ دھوکا نظر کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ تو آئینہ کی صحت بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

دنیا کے لئے ایک مذہب پیش کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کو مضبوط کیا لیکن اس توحید کو قائم رکھنے کے لئے قلب کی صفائی بہت ضروری ہے۔ مجھے یاد ہے مَیں بہت چھوٹا تھا جب میں نے رؤیا دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور اس نے ایک تقریر شروع کی۔ جس میں کہا کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کے لئے بطور آئینہ کے ہے۔ وہ اس میں اپنی شکل دیکھتا اور پتہ لگاتا ہے کہ اس میں نقص ہے یا خوبی ہے۔ اور جیسی اسے اس میں شکل نظر آتی ہے ویسا ہی وہ آئینہ کو سمجھتا ہے۔ جس طرح عورتیں سنگار کے لئے اور شکل دیکھنے کے لئے آئینہ استعمال کرتی ہیں مگر اسی وقت تک جب تک وہ صحیح صحیح شکل دکھاتا ہے مگر جب وہ خراب ہو جاتا ہے، چاندی اتر جاتی ہے اور وہ شکل کو بگاڑ کر دکھاتا یا بالکل نہیں دکھاتا اور بجائے حسن ظاہر کرنے کے بدصورت اور بدنما کر کے دکھاتا ہے تو وہ اسے اٹھا کر زمین پر مارتی ہے (یہ کہتے ہوئے فرشتہ نے بھی اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور اس آئینہ کو جو اس کے ہاتھ میں تھا زمین پر دے مارا۔ وہ چھن کر کے چکنا چور ہو گیا اور وہ چھن کی آواز بھی میرے کان میں پڑی) اور اس فرشتہ نے کہا کہ وہی آئینہ جسے عورت اپنا حسن دیکھنے کے لئے استعمال کرتی ہے مکدّر ہو جانے پر وہ اسے چور چور کر دیتی ہے۔ یہی حال بندہ اور اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جب انسان کا دل صاف آئینہ کی طرح نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کی شکل اس میں خراب نظر آتی ہے تو وہ اسے بے پروائی سے زمین پر پھینکتا اور چکنا چور کر دیتا ہے۔ پس قلب انسانی ایک آئینہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنا جمال دیکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تمام آئینوں کو ایک رنگ میں ڈھال دیا۔ ایران، عرب، ہندوستان، افریقہ، امریکہ، یورپ سب کے لئے ایک ہی قسم کی اصلاحیں دیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید کو صحیح رنگ میں قائم کیا۔

یہ توحید کا پہلا مقام ہے۔ دوسرا مقام یہ ہے کہ تبلیغ کو اس قدر وسیع کیا جائے کہ دنیا

کی کثرت توحید پر قائم ہو جائے۔ توحید کا دوسرا حصہ اشاعت کا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ یہ خیالات کی جو یکسوئی پیدا کی گئی ہے اسے پھیلایا جائے اور سب انسانوں کو اس کے حلقہ میں لے لیا جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے سب انبیاء سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں پیشگوئیاں کرا دیں تا لوگ یہ پتہ لگا سکیں کہ اس زمانہ میں نجات اس شخص سے وابستہ ہے اور اسی لئے یہ سورۃ بھی قرآن کریم کے آخر میں رکھی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ صحیح توحید کو اس رنگ میں دنیا پر قائم کرنا ہماری جماعت کا کام ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبعین کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی احدیت کو دنیا میں ثابت کریں اور یہ ایسا کام ہے جو اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ دل کے آئینے صاف نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تصویر ان میں نظر آئے۔ اگر ہمارے دل کے آئینے صاف نہ ہوں اور وہ مختلف اقسام کی شکلیں دکھائیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جو اور لوگ اس جماعت میں آئیں گے وہ بھی نئی نئی شکلیں ہی دکھائیں گے۔ تو توحید کامل کے لئے قلب کی صفائی بہت ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہمارے ہی ذریعہ سے دنیا کے سامنے آتا ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہمارے قلب کے آئینے بالکل صاف ہوں۔ توحید الٰہی کو انسان کا قلب ہی ظاہر کر سکتا ہے۔ قلب انسانی جب پاک ہونے لگتا ہے تو ساتھ ہی وہ بلند بھی ہوتا جاتا ہے حتّٰی کہ اس مرکز اور منبع تک پہنچتا ہے جہاں سے یہ دریا چلتا ہے اور وہ ہر چیز میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ کام کرتا ہؤا دیکھنے لگ جاتا ہے۔ پہلے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ مخلوق آپ ہی آپ ہو گئی ہے مگر پھر وہ بلند ہو کر دیکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہر چیز کو پیدا کرتے ہیں۔ پہلے وہ سمجھتا ہے کہ یہ ہوا جس میں وہ سانس لے رہا ہے خود بخود ہی موجود ہو گئی مگر جب وہ بلندی تک پہنچتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ دراصل ایک قادر خدا ہے جو پھونکیں مارتا اور اس طرح ہوا پیدا ہوتی ہے اور اس مقام پر پہنچ کر اسے احدیت کا احساس ہوتا ہے۔ ورنہ جہاں تک انسان کا علم ہے وہ تو صرف علّت تک ہی جاتا ہے۔ علّت و معلول اور سبب و مسبّب کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کی طاقت انسان میں نہیں حتّٰی کہ دل کی آنکھیں کھلیں اور وہ محسوس کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی احدیت ہی دراصل دنیا کو پیدا کرنے والی ہے۔ علت و معلول علیحدہ چیز

ہے اور مخلوقات علیحدہ چیز ہے۔ مگر یہ مقام قلب کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے۔

پس مَیں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہم اس مقصد کو جو اس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے تب تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنے دلوں کو اتنا صاف نہ کرلیں اور روحوں کو اتنا بلند نہ کرلیں کہ خدا تعالیٰ کا وجود مخلوق سے بالکل جدا ہو کر نظر آنے لگے۔ اسی صورت میں دنیا میں خالص توحید کا قیام ہو سکتا ہے۔ ہم دنیا میں جو کچھ کانوں سے سنتے اور آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہ سب ہمیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت تک لے جاتا ہے، احدیت تک نہیں۔ یہی دھوکا ہے وحدانیت کا جس سے بعض مسلمان یہ سمجھنے لگے کہ آنحضرت ﷺ بھی خدا تعالیٰ کی صفات رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک صاحب یہاں بڑا آتے تھے۔ وہ روزانہ یہ بحث کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ عالم الغیب تھے۔ ان کے سر پر رومی ٹوپی تھی۔ ایک دن ایک شخص نے اسے بلایا اور کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کو اس کا علم ہوُا اس شخص نے بغیر کوئی شرم محسوس کئے کہہ دیا ہاں ضرور ہوُا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ وحدانیت تک جاتے ہیں احدیت تک نہیں پہنچتے کہ جس پر پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ بے شک انسان بھی ایک حد تک خالق ہے، رازق ہے مگر پھر بھی خدا تعالیٰ الگ ہے اور مخلوق الگ ہے۔ دونوں میں کوئی اتحاد ذاتی ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں تو اشتراک ہے اور واحد ہونے کا لفظ ہم دوسروں کے لئے بھی بول سکتے ہیں۔ ہم رسول کریم ﷺ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ نے تنِ تنہا دنیا کا مقابلہ کیا۔ ہم کہتے ہیں فلاں شخص اکیلا گھر میں ہے ان فقروں کا اگر عربی میں ترجمہ کریں تو واحد کا لفظ استعمال کریں گے، احد نہیں کہہ سکتے۔ احد کے معنے یہ ہیں کہ دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ توحید ہے جسے ہم نے دنیا میں قائم کرنا ہے اور یہ اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک ایمان کامل نہ ہو اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین نہ ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کا اصل مقام احدیت کا ہے اور انسان کو جیسا اتحاد باللہ وحدانیت کے لحاظ سے ہے احدیت سے نہیں۔ یہی وہ مقام ہے جو انبیاء کو ان کے مقام پر رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ بعض لوگ احدیت کے اس مقام کو نہیں سمجھتے اور دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعض نیک بندوں نے اس مقام کی وجہ سے بڑی بڑی تکالیف اٹھائی ہیں۔ حضرت اسماعیل شہیدؒ کو بعض

لوگ بُرا بھلا کہہ دیتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے جو غلوّ سے کام لیا تو آپ نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں نبیوں کی حیثیت ایسی ہوتی ہے جیسی شریف النسب انسان کے مقابلہ میں ایک چوہڑے کی۔ 2 لوگوں نے اسے کفر قرار دیا ہے حالانکہ انہوں نے یہ احدیت کا مقام بیان کیا ہے جو بہت بلند ہے۔ اگر انسان اس مقام کو سمجھ لے تو یہ سب مدارج اسے ایک جداگانہ چیز نظر آنے لگتے ہیں اور وہ اچھی طرح سمجھنے لگتا ہے کہ اس مقام کے مقابل پر نبی اور ولی کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے ان کے مدارج کا تعلق وحدانیت سے ہے احدیت سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی صفات کا خاص پر تَو ڈالتا ہے۔ دنیا میں مختلف لوگ اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ کوئی صفتِ رزاق کا، کوئی ستار اور کوئی غفار کا مظہر ہوتا ہے مگر یہ سب مظاہر اللہ تعالیٰ کی صفات کے ہیں، ذات کے نہیں۔

پس توحیدِ کامل کے لئے قلبی صفائی کی سخت ضرورت ہے۔ اگر قلبی آئینے صاف نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مختلف اشکال دکھاتے ہیں۔ جس سے اس کی صفات کے متعلق غلطی لگ جاتی ہے اور اس کی حقیقی شان ظاہر نہیں ہو سکتی اور قلبی صفائی کے لئے یہ چیز ضروری ہے کہ ہم اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اتنی بڑھائیں کہ احدیت کا مقام صاف نظر آنے لگے۔ اگر وہ خود ہمیں نظر آئے تو ہم دنیا کو بھی دکھا سکتے ہیں لیکن اگر ہمیں خود بھی نظر نہ آئے تو ہم ناقص توحید پھیلانے والے ہوں گے اور ہمارے دعوے صرف مُنہ کے دعوے ہوں گے حالانکہ مُنہ سے تو عیسائی بھی اللہ تعالیٰ کو ایک ہی کہتے ہیں اور اسی طرح اگر ہم بھی مُنہ سے کہہ دیں تو اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکل سکتا۔

پس ہماری جماعت کے جو دوست شوریٰ کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ ہمارا اصل مقصد یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی احدیت کو محسوس کریں اور اسے پہچانیں اور پھر دوسروں کو دکھائیں اصل مقام احدیت کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کو قرآن کریم کے آخر میں رکھ کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں توحید کامل کو دنیا میں پیش کیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر کے توحید کامل کے رستہ میں جو روک تھی اسے دور کر دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ اس مسئلہ پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ رات دن یہی ذکر فرماتے رہتے تھے مجھے یاد ہے ایک دفعہ کسی نے کہا کہ حضور اس مسئلہ کو اب چھوڑ بھی دیں تو حضور کو جلال آ گیا اور فرمایا کہ مجھے تو اس کے متعلق بعض اوقات اتنا جوش پیدا ہوتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں شاید جنون نہ ہو جائے۔ اس مسئلہ نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور ہم جب تک اسے پیس نہ ڈالیں گے آرام کا سانس نہیں لے سکتے۔ اب بھی بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟ مگر یہ احدیت کے رستہ میں روکیں ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر جوش تھا اور یہی وہ جوش تھا جس نے خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچا اور صداقت کے لئے بنیاد قائم کر دی اور ہم میں سے ہر ایک جسے اسلام سے محبت ہے سمجھ سکتا ہے کہ یہ محض ایک چنگاری ہے اُس آگ کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تھی۔ اگر کوئی محسوس کرتا ہے کہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اسلام کو پھیلانے کی تڑپ ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ محض ایک چنگاری ہے اُس آگ کی جو حضور علیہ السلام کے دل میں تھی۔ پس ہماری تمام تر کوششیں اس نقطہ پر گھومنی چاہئیں اور اسی میں محصور ہونی چاہئیں۔ لیکن اگر ہم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے تو جو کام ہم کریں گے وہ گو بظاہر توحید ہو گا مگر دراصل وہ کسی شرک کا پیش خیمہ ہو گا۔" (الفضل 18 مئی 1943ء)

---

1. الاخلاص: 2
2. تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان از حضرت محمد اسمٰعیل شہید مطبوعہ کراچی صفحہ 21 میں اِس مفہوم کی یہ عبارت ہے ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ حاشیہ صفحہ 21، 22 پر ہے " جس طرح ایک بادشاہ کی شان کے سامنے چمار کی شان ہے اس سے بہت زیادہ ہر مخلوق کی شان خدا کی شان کے آگے کم ہے۔"